Al-Basirah البصيرة
Volume 10, Issue 02, (Jul-Dec 2021)
https://albasirah.numl.edu.pk/ eISSN: 2222-4548, pISSN: 2520-7334

کروناوائرس میں مجوزہ احتیاطی تدابیر اور اسلامی تعلیمات

Preventive Measures for Corona Virus and Islamic Teachings

Dr. Muhammad Ramazan Najam Barwi*
Dr. Ammara Rehman**

Received: Oct 28 , 2021 | Revised:Dec 22, 2021 | Accepted: Dec30, 2021 | Available Online: February 05, 2022
DOI: https://doi.org/10.52015/albasirah.v10i2.54

ABSTRACT

The Sīrah of the Holy Prophetﷺ is the base of guidance for a man of every age. Through study of the Sīrah in perspective of the problems of the present time proves to be a practicable solution today as it was practicable centuries ago. Corona virus has become disastrous for the whole world and has adverse on every field of the life. The experts of medical sciences have suggested a few safety measures to avoid it. But the study of the Sīrah of the Holy Prophet ﷺ tells that these all safety measures are available in the practical life of the Holy Prophetﷺ and He also encouraged His followers to follow these measures. In this situation it can be said that the experts of medical science of present time have received their results of SOPs about corona virus and other infectious diseases from the Sīrah of the Holy Prophet ﷺ and his sayings.

Keywords: *Corona Virus, Infectious Disease, Safety Measures, Sīrah, SOPs.*

Funding: This research received no specific grant from any funding agency in the public, commercial, or not-for-profit sectors.

Correspondence muhammad.ramzan@tuf.edu.pk

*اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ عربی وعلوم اسلامیہ دی یونی ورسٹی آف فیل آباد،
Email:muhammad.ramzan@tuf.edu.pk

**اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ عربی وعلوم اسلامیہ دی یونی ورسٹی آف فیل آباد،
Email:ammara.rehman@tuf.edu.pk

Al Baṣīrah, Department of Islamic Studies, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0)

جناب رسول اللہ ﷺ کی سیرت اس قدر جامع اور مکمل ہے کہ اس میں ہر دور کے انسان کے لیے رہنمائی موجود ہے۔ آپ کی سیرت کا عصر حاضر کے مسائل کے حوالے سے مطالعہ کیا جائے تو یہ آج کے لیے بھی اسی طرح قابل عمل ہے جس طرح آج سے صدیوں پہلے قابل عمل تھی۔ عصر حاضر میں پوری دنیا کو کروناوائرس نے اپنی تباہی سے دوچار کیا ہے اور زندگی کے ہر شعبہ کو شدید متاثر کیا ہے اس کے مضر اثرات سے بچنے یا کم از کم متاثر ہونے کے لیے میڈیکل سائنس کے ماہرین نے چند احتیاطی تدابیر تجویز کی ہیں۔ لیکن جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کیا جائے تو یہ سب تدابیر صدیوں سے آپ کی سیرت طیبہ کے ذخیرے میں موجود ہیں جس سے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ میڈیکل سائنس کے ماہرین نے جو تدابیر بہت تحقیق و تدقیق اور مطالعہ و تجربات سے حاصل کیں وہ جنابِ رسالت مآب ﷺ نے نبوی استعداد اور وحی الٰہی کی مدد سے سینکڑوں برس پہلے اپنی اُمت کو عطا فرمائیں۔

نبی ﷺ اور صحابہ کے زمانے میں کئی امراض متعدیہ ظاہر ہوئے۔ ان میں سے خارش نے اونٹوں کو جبکہ طاعون اور جذام نے انسانوں کو متاثر کیا۔ ان بیماریوں کے متعلق اہل عرب میں کئی اقسام کے عقائد اور افعال رائج تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی اصلاح کے لیے کئی ارشادات اور احکام جاری فرمائے۔ اور ان بیماریاں سے بچاؤ کے لیے چند احتیاطی تدابیر بھی بتائیں جو آج تک کارآمد ہیں۔ کروناوائرس عصر حاضر کی ایک ایسی متعدی بیماری ہے جس نے تاریخ انسانیت میں پہلی مرتبہ پوری دنیا کے اکثریتی حصے کو اپنی لپیٹ میں لے کر لاکھوں لوگوں کو متاثر کیا۔ اس ہلاکت خیز بیماری نے تمام شعبہ ہائے حیات پر منفی اثرات چھوڑے ہیں جیسے سیاست، معیشیت، معاشرت اور تعلیم۔ جن سے انسان ایک طویل مدت تک نبرد آزما رہے گا۔ کرونا عذابِ الٰہی یا کسی سازش کا نتیجہ ہے اس بارے میں مختلف نظریات ہیں لیکن اس کی موجودگی سے کسی کو مجالِ انکار نہیں۔ ایسی صورت حال میں ماہرین طب نے چند احتیاطی تدابیر تجویز کی ہیں جن کے نتیجے میں دینی اور تحقیق کے حلقوں میں کئی مباحث شروع ہو گئی ہیں کہ ان کی شرعی حیثیت کیا ہے اور دوسرا یہ کہ سیرت نبویہ میں اس کے متعلق کیا عملی رہنمائی موجود ہے۔ سیرت نبویہ میں اگر کوئی ایک بھی عمومی احتیاط کا ثبوت مل جائے تو اس کی روشنی میں کسی بھی احتیاطی تدبیر کے جواز کی بنیاد فراہم ہو جاتی ہے بشرطیکہ شریعت کے کسی خاص حکم یا مجموعی مزاج کے خلاف نہ ہو۔ لیکن سیرت کا وسیع مطالعہ کرنے والے پر حیرت انگیز طور پر یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ حالیہ کروناوائرس سے بچاؤ کی جتنی احتیاطی تدابیر تجویز کی گئی ہیں وہ سب سیرت طیبہ میں بہتر انداز میں موجود ہیں جو ہر دور میں مختلف وبائی امراض سے بچاؤ میں معاون ثابت ہوتی رہی ہیں۔

ان تدابیر کا جائزہ لیا جائے تو سیرتِ نبویہ ﷺ اور حدیثِ نبوی ﷺ میں دورانِ بیماری احتیاطی تدابیر سے متعلق اصولی تعلیمات واضح طور پر ملتی ہیں۔ اس مقالہ میں ماہرین طب کی طرف سے تجویز کردہ تدابیر تحریر کی گئی ہیں۔ بعد ازاں سیرت نبویہ ﷺ کی روشنی میں احتیاطی تدابیر کی حیثیت کا جائزہ لیا گیا ہے، تاکہ واضح ہو کہ عصر حاضر کی سائنسی تحقیق سے صدیوں پہلے حاملِ وحی، ختم نبوت کے تاجدار، جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے مختلف امراض سے بچنے کے لیے جو احتیاطی طریقے دیے وہ موجودہ سائنس کی اصل ہیں۔ اور انسانی زندگی کی بقا نبوی ہدایات

OPEN ACCESS Al Baṣīrah, Department of Islamic Studies, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0)

سے مستفید ہونے میں مستمر ہے۔ ذیل کی سطور میں دور جدید کی احتیاطی تدابیر کا تعلیماتِ نبوی کی روشنی میں جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

1۔ مریض سے فاصلہ رکھنا

کسی بھی متعدی وبا سے بچنے کی بنیادی تدبیر یہ ہے کہ خود کو مبتلاء مرض سے الگ کیا جائے۔ چاہے یہ مرض کسی انسان کو ہو یا کسی دوسرے جانور کو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک مریض سے دوسرے کی طرف مریض کے منتقل ہونے کا سبب اُن کے باہمی اختلاط کو بنایا ہے۔ جس سے ضعیف الاعتقاد شخص میں یہ عقیدہ راہ پاسکتا ہے کہ شاید مرض بنفسہ متعدی ہے اس لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”لا يوردن ممرض على مصحح“[1]

”مریض کو تندرست کے قریب نہ لایا جائے۔“

ارشاد نبوی اگرچہ اونٹوں کے متعلق ہے لیکن الفاظ چونکہ عام ہیں اس لیے اس سے یہ مفہوم مترشح ہوتا ہے کہ مریض چاہے کوئی ہو اگر اس کا مرض متعدی ہے تو اس کو صحت مند لوگوں سے الگ رکھا جائے یعنی اس میں مریض کا اعتبار نہیں مرض کا اعتبار ہے۔

یہ حکم اس لیے دیا گیا تاکہ کسی بھی متعدی بیماری کو پھیلنے سے روکا جائے۔ یہ تو ایک حکم یا ترغیب تھی۔ جبکہ دوسری طرف اسکی عملی شکل بھی حدیث میں موجود ہے۔ قبیلہ بنو ثقیف کا ایک وفد اسلام قبول کرنے کے لیے نبی آخرالزمان ﷺ کے پاس آیا۔

اس میں ایک شخص جذام کے متعددی مرض میں مبتلاء تھا۔اسے آپ نے اپنی مجلس میں آنے کی اجازت نہ دی بلکہ فرمایا:

”إنا قد بايعناك فارجع“ [2]

”تم وہیں سے لوٹ جاؤ ہم نے تمہاری بیعت کو قبول کر لیا ہے۔“

یعنی ہاتھ میں ہاتھ پکڑ کر بیعت کرنے کے عمومی طریقے کے بجائے، آپ نے ایک خاص طریقہ اختیار فرمایا ۔ جس کا مقصد حفاظتی تدبیر کے جواز کو بیان کرنا تھا بلکہ اسے مسنون بنانا تھا۔ تاکہ بوقت ضرورت لوگ اس مسنون عمل سے استفادہ کریں۔ اہلِ عرب میں چونکہ یہ عمومی نظریہ تھا کہ مریض از خود متعدی ہوتا ہے اور موثرِ حقیقی کی طرف اُن کی توجہ نہیں تھی تو اس لیے اس عقیدہ فاسدہ کے سبب ہی سے بطور سد الذریعہ ایسی امراض میں مبتلا اشخاص سے الگ رہنے کا حکم فرمایا، چنانچہ نبی کریم ﷺ نے جذام کے مریض کے متعلق فرمایا:

1۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الطب، باب لا ھامۃ، حدیث نمبر: 5771

2۔ مسلم بن الحجاج، القشیری (261ھ)، الجامع الصحیح، کتاب اسلام، باب اجتناب المجزوم ونحوہ، دار احیاء التراث العربی، بیروت، س ن، حدیث نمبر: 2231

Al Baṣīrah, Department of Islamic Studies, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0)

"فر من المجذوم كما تفر من الأسد "[1]

"مجذوم سے ایسے بھاگو جیسے تم شیر سے بھاگتے ہو۔"

اس حدیث میں مجذوم کو شیر کے ساتھ بعض اوصاف میں تشبیہ دی گئی ہے۔اس سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے اور اسے قابو میں رکھنے کی طرف اشارہ بھی ہے جیسے شیر کو احتیاط اور حکمت عملی سے قابو میں کر لیا جاتا ہے، لیکن عام شخص کو جذامی سے الگ رہنے ہی کا حکم ہے۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ متعدی اور خطرناک امراض میں مبتلا شخص سے حتی المقدر بچنے کی اور اس سے دور رہنے کی کوشش کی جائے۔

2۔ ملکی سرحدوں کو بند کرنا:

کبھی کوئی متعدی بیماری کسی خاص علاقے میں پھیل جاتی ہے اگر اس آفت زدہ علاقے کے لوگوں کو دوسرے علاقوں میں آمدورفت کی اجازت دے دی جائے تو وبا کے دوسرے علاقوں تک پھیلنے کا خطرہ ہوتا ہے اس لیے عصر حاضر میں اس احتیاطی تدبیر کو اپنی حدود میں متاثرہ افراد کے داخلے میں پابندی کی صورت میں اختیار کیا گیا ہے۔

جبکہ صدیوں پہلے ان احتیاطی تدابیر کی ہدایت آخری نبی جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے قولاً اور فعلاً دے رکھی ہے۔آپ نے نہ صرف اس کا حکم دیا بلکہ اپنی سنت کے ذریعے اسے متعارف کروایا تاکہ ہر دور میں اس سے استفادہ کیا جا سکے۔

دور نبوی و صحابہ میں جو متعددی مرض انسانوں میں پھیلا وہ طاعون ہے جو ایک مہلک اور ایک شخص سے دوسرے کی طرف منتقل ہوتا ہے تو جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنی متعدد احادیث میں یعنی بار بار اس سے بچنے کے متعلق ہدایات دیں اور یہ دائمی اصول دیا کہ جس علاقے میں طاعون پھیل جائے اس سے کوئی شخص دوسرے سلامت علاقے کی طرف سفر نہ کرے اور سلامت علاقے کا کوئی شخص طاعون زدہ علاقے میں داخل نہ ہو جیسا کہ رسول اکرم ﷺ نے طاعون کا ذکر فرمایا تو اُس کے بارے ارشاد فرمایا:

"الطاعون رجز أو عذاب أرسل على بني إسرائيل أو على من كان قبلكم فإذا سمعتم به بأرض فلا تقدموا عليه وإذا وقع بأرض وأنتم بها فلا تخرجوا فرار منه"[2]

"طاعون ایک عذاب ہے جو نبی اسرائیل پر اتارا گیا یا فرمایا تم سے پہلے لوگوں پر اتارا گیا جب تم سنو کہ فلاں زمین میں طاعون پھیل گیا ہے تو تم اس طرف نہ جاؤ اور اگر تم پہلے ہی سے وہاں ہو تو وہاں سے اس طاعون سے بچنے کے لیے نہ نکلو۔"

1۔ البخاری (256ھ)، الجامع الصحیح، کتاب الطب، باب الجزام، حدیث نمبر: 5707

2۔ مسلم بن الحجاج، القشیری (261ھ)، الجامع الصحیح، کتاب السلام، باب الطاعون والکهانة ونحوها، حدیث نمبر: 2218

Al Baṣīrah, Department of Islamic Studies, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0)

اور یہ ایسا مستقل اصول ہے جو ہر دور میں وبائی امراض کو پھیلنے سے روکتا ہے لیکن اس سے یہ بھی گنجائش رکھی گئی ہے کہ اگر بیماری سے بھاگنے کا مقصد نہ ہو بلکہ کوئی اور ضرورت ہو تو اس ضرورت کے پیش نظر وہاں سے نکلنا جائز ہوگا جیسے اس بیماری کے دوران مختلف چیزوں کی قلت کو ختم کرنے کے لیے دوسرے علاقوں کا سفر کرنا وغیرہ، اور اس میں جو جامعیت کلام اور جامعیت معنوی ہے وہ غور کرنے سے ایمان کی تازگی بلکہ اضافے کا باعث ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے۔

”ثم بقی بعد بالأرض فیذھب المرۃ ویأتي الأخرى“[1]

”کہ پھر اس عذاب کی باقیات زمین میں رہ گئی ہیں تو اب یہ متعدی مرض کبھی چلا جاتا ہے اور کبھی آجاتا ہے۔“

اس حدیث میں اگر غور کیا جائے تو اس میں آپ نے بیماری کے اسباب کا پتہ لگانے اور پھر ان اسباب سے بچنے کی بھی ترغیب دی ہے۔تاکہ اگر وہ دوبارہ پھیلے تو اس کے اثرات سے آسانی سے بچا جا سکے۔

بظاہر یہ لگتا ہے کہ آفت زدہ علاقے کے لوگوں کو وہاں سے نکلنے کی اجازت نہ دینا ان کے ساتھ زیادتی اور ان کی آزادی کو سلب کرنا ہے۔ لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے بلکہ یہ دوسرے لوگوں کو ان کے نقصان سے بچانے کے لیے حکم دیا گیا ہے۔ایسی آزادی جو دوسروں کے لیے نقصان کا باعث بنے اس کی اجازت نہیں ہے۔

دوسری حدیث میں ایک مسلمان کے لیے خوشخبری سنائی گئی ہے کہ وہ اس علاقے میں صبر وشکر کے ساتھ رہنے کو دل و جان سے قبول کرے تو اس پر اسے شہید کے برابر ثواب ہے۔ چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ نے بارگاہ نبوت میں طاعون کے متعلق سوال کیا تو آپ نے جواب میں فرمایا:

”أنه عذاب یبعثه الله علی من یشاء وأن الله جعله رحمة للمؤمنین لیس من أحد یقع الطاعون فیمکث في بلدہ صابراً محتسبا یعلم أنه لا یصیبه إلا ما کتب الله له إلا کان له مثل أجر شھید“ [2]

”بے شک یہ ایک عذاب ہے اللہ جس پر چاہتا ہے اس پر اسے مسلط فرما دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے اہل ایمان کے لیے رحمت بنا دیا ہے۔ جو شخص طاعون زدہ علاقے میں ثواب کی نیت سے صبر کے ساتھ رہے گا اور اس کا یہ ایمان ہو گا کہ جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے لکھ دیا ہے وہی اسے پہنچے گا تو ایسے شخص کے لیے ایک شہید کے برابر درجہ ہے۔“

صحابہ کرام نے بھی آپ کی ہدایات کی روشنی میں احتیاطی تدابیر کو اپنایا۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

1۔ مسلم بن الحجاج، القشیری(261ھ)، الجامع الصحیح، کتاب السلام، باب الطاعون والکھانۃ ونحوھا، حدیث نمبر:2218

2۔ البخاری(256ھ)، الجامع الصحیح، کتاب التفسیر، باب حدیث الفار، حدیث نمبر:3474

Al Baṣīrah, Department of Islamic Studies, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0)

جب شام کی طرف تشریف لے گئے اور آپ کو راستے میں علم ہوا کہ وہاں طاعون جیسا متعدی مرض پھیلا ہوا ہے تو آپ نے صحابہ کرام سے الگ الگ مشورہ فرمایا اور پھر ان کے مشورے سے مدینہ طیبہ واپسی کا فیصلہ فرمایا اس فیصلے پر جناب ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا اور یہ کہا کہ تم تقدیر سے بھاگ رہے ہو۔یعنی جو آپ کے حق میں لکھا ہے وہ تو ہو کر رہے گا تو پھر واپس جانے کا کیا مطلب ہے ؟۔اس پر جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''نفرّ من قدر الله إلى قدر الله '' [1]

''ہم اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر میں پناہ لینے کے لیے واپس ہو رہے ہیں۔''

یعنی جس طرف ہم جارہے ہیں وہ بھی اللہ تعالی کی تقدیر ہی ہے۔ یہ قدرت سے فرار نہیں اور نہ ہی توکل کے خلاف ہے کیونکہ توکل کا یہ معنی نہیں کہ خود کو کسی مصیبت میں ڈال دیا جائے بلکہ توکل کا معنی یہ ہے کہ تمام اسباب کو اختیار کرنے کے بعد نتیجہ اللہ تعالی کی ذات کے سپرد کر دیا جائے۔جیسا کہ ایک صحابی نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا: ''ایک صحابی نے عرض کیا: ''أعقلها وأتوكل أو أطلقها وأتوكل؟'' کہ میں اپنی اونٹنی کو باندھ کر اللہ پر توکل کروں یا کھلا چھوڑ کر توکل کروں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''إعقلها وتوكل۔'' اسے باندھو اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرو ''۔[2]

حضرت محمد ﷺ اللہ تعالی کے نبی ہونے کی وجہ سے سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے والے تھے لیکن آپ نے خود بھی اسباب کو اختیار کیا اور اپنے صحابہ کرام کو بھی اس کی ترغیب دی۔

توکل کی حقیقت بیان کرتے ہوئے جناب نبی آخر الزمان ﷺ نے فرمایا:

''تم اللہ پر ایسے توکل کرو جیسے توکل کرنے کا حق ہے تو اللہ تعالی تمہیں ایسے روزی دے گا جیسے وہ پرندوں کو رزق عطا فرماتا ہے کہ وہ صبح سویرے خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو سیر ہو کر واپس لوٹتے ہیں''۔[3]

یعنی تم کو بھی گھر سے نکل کر اسباب روزگار اختیار کرتے ہوئے کوشش کرنی چاہیے اور اس کے بعد توکل اختیار کرنا چاہیے ایسا نہیں کہ گھروں میں رہتے ہوئے توکل اختیار کرو۔

کسی بھی بیماری میں کسب کے بعد ادویات لینا حفاظتی تدابیر اختیار کرنا اور پرہیز کرنا، توکل کے خلاف نہیں بلکہ ان اسباب کو اختیار کرنا ضروری ہے البتہ بھروسہ اللہ تعالی کی ذات پر کرنا ہوگا اور یہ ایمان رکھنا بھی ضروری ہے

1۔ البخاری(256ھ)،الجامع الحیح ،کتاب الطب، باب ما ذکر فی الطاعون،حدیث نمبر:5729

2۔ الترمذی، ابو عیسیٰ ، محمد بن عیسیٰ (279ھ)، السنن، باب فی التوکل علی اللہ، دار الغرب الاسلامی، بیروت، ۱۹۹۸ء، حدیث نمبر:2517

3۔ الترمذی،ابو عیسیٰ، محمد بن عیسیٰ(279ھ)،السنن ،باب فی التوکل علی اللہ،حدیث نمبر 2344

Al Baṣīrah, Department of Islamic Studies, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0)

کہ ان اسباب میں اثر اللہ تعالیٰ پیدا فرماتا ہے اور ان کے نتائج اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہیں ہر صاحب ایمان کو تمام اسباب اختیار کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف دعاء کی صورت میں رجوع کرنا چاہیے۔

3۔ماسک کا استعمال:

کروناوائرس کے اثرات سے بچنے کے لیے ڈاکٹرز کی طرف سے ماسک کے استعمال کا مشورہ دیا گیا ہے۔تاکہ اگر ایک شخص وبا سے متاثر ہو تو اس کی سانسوں کے ذریعے جراثیم دوسرے لوگوں کی طرف منتقل نہ ہوں اور دوسروں سے اس کی طرف منتقل نہ ہوں سیرت طیبہ میں اسکی بہترین صورت موجود ہے چنانچہ حدیث مبارک میں جمائی کے متعلق ہے۔

"التثاؤب فأما هو من الشيطن فإذا تثاوب أحدكم فليرد ما استطاع"[1]

"جمائی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو اسے چاہیے کہ جہاں تک ممکن ہو اسے روکے۔"

دوسری روایت میں ہے:

"إذا تثاوب أحدكم فليمسك بيده على فيه فإن الشيطن يدخل مع التثاؤب"[2]

"جب تم میں سے کسی تو جمائی آئے تو اسے چاہیئے کہ اپنا ہاتھ اپنے منہ پر رکھے کیونکہ شیطان منہ میں داخل ہو جاتا ہے۔"

جمائی میں چونکہ باہر سے سانس بہت قوت کے ساتھ منہ میں داخل ہوتا ہے اور اندرونی طلب و جاذبیت بھی ہوتی ہے جس سے بیرونی جراثیم منہ کے اندر داخل ہو سکتے ہیں اور ہاتھ ایسا ماسک ہے جو ہر وقت انسان کے پاس موجود اور ہر وقت تیار ہوتا ہے۔کسی سے لینا، خریدنا نہیں پڑتا۔نہ جیب سے نکالنا پڑتا ہے بلکہ صرف ارادے سے منہ کو ڈھانپ لیتا ہے اور یہ انسان کے جسم کا حصہ ہونے کی وجہ سے زیادہ مفید ہے۔حدیث مبارک میں احتیاط کا ایک عمومی تصور دیا گیا ہے اور جمائی صرف ایک قید اتفاقی ہے ورنہ کسی بھی مرض کے متعدی ہونے یا انتقال جراثیم کا خطرہ ہو تو اسے ہاتھ یا کپڑے وغیرہ سے منہ میں داخل ہونے سے روکا جائے اور خود کو اور دوسروں کو ایسی بیماریوں سے بچایا جائے۔

فرمان نبوی صرف منہ کو ڈھانپنے کے متعلق نہیں بلکہ ایک مکمل لباس اور خصوصاً سر کو پگڑی یا ٹوپی سے ڈھانپنے کی ترغیب بھی قولی و عملی سیرت میں دی گئی ہے تاکہ تمام اقسام کی مہلک امراض سے انسان ممکنہ حد تک بچ سکے۔

1۔ البخاری(256ھ)،الجامع الصحیح ،کتاب الادب،باب اذا تثاوب فلیضع یدہ علی فیہ،حدیث نمبر:6226

2۔ عبدالرزاق بن ہمام(211ھ)،المنف ،باب التثاؤب،المکتب الاسلامی،بیروت،1403ھ،حدیث نمبر:3325

Al Baṣīrah, Department of Islamic Studies, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0)

4۔ہاتھوں کا بار بار دھونا:

کرونا وائرس سے بچنے کے لیے جس بات پر زیادہ زور دیا گیا ہے وہ ہاتھوں کو بار بار دھونا ہے تاکہ ایک دوسرے کے ساتھ ملنے اور مختلف چیزوں کو ہاتھ لگانے سے جو اثرات ہاتھ کی طرف منتقل ہوتے ہیں ان سے بچا جا سکے اور پھر ان کے منہ کی طرف منتقل کرنے سے اجتناب ہو سکے لیکن یہ طریق احتیاط سنت نبوی میں اس سے بہتر انداز میں موجود ہے۔

ایک مسلمان کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ جب بھی وہ نیند سے بیدار ہو تو کسی برتن کو ہاتھ لگانے سے پہلے ہاتھوں کو دھوئے۔ چنانچہ ارشاد نبوی ہے:

"إذا استيقظ أحدكم من منامه فلا يغمس يده في الإناء حتى يغسلها ثلثا فإنه لا يدرى أين باتت يده"[1]

ایک مسلمان ایک دن میں کم از کم فرض نماز پانچ مرتبہ پڑھتا ہے اور ہر نماز کے لیے اس کا باوضو ہونا شرط ہے اور وضو کی ابتداء ہاتھ کے دھونے سے ہوتی ہے۔

وضو کو ہاتھ دھونے سے شروع کرنے میں بھی ایک منطقی حکمت ہے کہ ہاتھ چونکہ دیگر اعضاء کو دھونے کا ذریعہ اور آلہ ہے اس لیے سب سے پہلے اس کا صاف ہونا ضروری ہے تاکہ ایسا نہ ہو کہ یہ نجس یا آلودہ ہو اور پھر سارے اعضاء کی طرف اسکی آلودگی منتقل ہو جائے اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جناب محمد ﷺ کی تعلیمات جو وحی الٰہی کی تائید سے مزین ہیں سائنسی تحقیقات کی بنیاد ہیں اور سائنس اپنے حتمی نتائج میں ان نبوی تعلیمات سے متصادم نہیں ہو سکتی۔

دوسری طرف ایک شخص عموماً دن اور رات میں دو بار باقاعدہ کھانا کھاتا ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ کی سیرت کی روشنی میں یہ مسنون ہے کہ ہر مرتبہ کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھوئے جائیں۔ تو اس اعتبار سے ایک مسلمان دن رات میں کم از کم دس بار وقفے وقفے سے ہاتھ دھوتا ہے اور یہی عصر حاضر کے میڈیکل ماہرین کی تجویز کردہ بہترین احتیاطی تدبیر ہے۔ سنت کے مطابق وضو میں نہ صرف یہ کہ ہاتھوں کو دھویا جاتا ہے بلکہ دیگر منافذ یعنی آنکھ، ناک اور منہ کو بھی دھویا جاتا ہے۔ بلکہ تین تین بار دھویا جاتا ہے۔ جس سے کرونا وائرس جیسے متعدی امراض کے منتقل ہونے کے مواقع بہت حد تک کم ہو جاتے ہیں اور یہ رسول اللہ ﷺ کی سنت کا اثر ہے جو صدیوں سے انسانیت کو فیضیاب کر رہا ہے۔

5۔استنجا کرنے کے بعد ہاتھوں کو مٹی کے ساتھ رگڑ کر دھونا

نبی کریم ﷺ پانی کے ساتھ استنجا کے بعد ہاتھوں کو مٹی پر رگڑتے اور پھر ہاتھ دھو کر وضو فرماتے جیسا کہ حدیث میں ہے:

1۔ البخاری(256ھ)،الجامع الحیح ، باب الاستجمار وترا،حدیث نمبر:162

Al Baṣīrah, Department of Islamic Studies, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0)

”عن أبي هريرة كان النبى ﷺ إذا أتى الخلاء أتيته بماء في تور أو ركوة فاستنجىٰ ثم مسح يده على الأرض ثم أتيته بإناء آخر فتوضأ“[1]

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام جب بیت الخلاء جاتے تو میں آپ کو کوزہ وغیرہ پیش کرتا آپ استنجا فرماتے اور پھر ہاتھوں کو زمین پر رگڑتے اس کے بعد میں دوسرے برتن میں پانی پیش کرتا تو آپ اس سے وضو فرماتے۔“

اگر قضاء حاجت کے بعد استنجا کیا جائے پانی کے ساتھ اور پھر ہاتھوں کو مٹی کے ساتھ رگڑا جائے اور پھر ان کو پانی کے ساتھ دھویا جائے تو یقیناً وائرس کا انتقال کے تمام اسباب ختم ہو جاتے ہیں۔

آج کل ہاتھ کو زمین پر رگڑنے کی بجائے صابن وغیرہ استعمال ہوتا ہے جس کی اصل یہی ہاتھوں کو زمین پر رگڑنے کا نبوی عمل ہے۔ جراثیم کو منتقل ہونے سے روکنے کا اس سے بہتر کوئی عمل نہیں ہو سکتا۔

6۔ مسواک کے ذریعے احتیاط:

منہ ایک اہم منفذ ہے جس کے ذریعے وائرس آسانی سے انسان کے اندر منتقل ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ آخر الزمان نبی ﷺ نے مسواک کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا:

” فَضْلُ الصَّلَاةِ بِالسِّوَاكِ، عَلَى الصَّلَاةِ بِغَيْرِ سِوَاكٍ، سَبْعِينَ ضِعْفًا“[2]

”مسواک کے ساتھ (وضو کر کے پڑھی جانے والی) نماز کا ثواب بغیر مسواک کی نماز سے ستر گناہ زیادہ ہے۔“

رسول اللہ ﷺ وضو کے علاوہ بھی کثرت سے مسواک فرماتے اور فرمایا: جبریل امین جب بھی آتے تو مجھے مسواک کا مشورہ دیتے اور مجھے خوف ہونے لگا کہ یہ مجھ پر اور میری امت پر فرض کر دیا جائے گا اور اگر مجھے اپنی امت پر مشقت کا ڈر نہ ہوتا تو میں اسے اپنی امت پر لازم کر دیتا۔[3] جناب شریح بن ہانی نے کہا:

”سألت عائشة أي شيء كان يبدأ رسولُ الله ﷺ إذا دخل بيته قالت: بالسواك “ [4]

”میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ جب رسول اللہ ﷺ گھر میں تشریف لاتے تو سب سے پہلے کیا کرتے؟ فرمایا! سب سے پہلے مسواک فرماتے۔“

1۔ ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث(275ھ)، السنن، باب الرجل یدلک یدہ بالأرض اذا استنجیٰ، المکتبہ العربیہ، بیروت، حدیث نمبر:45

2۔ ابن حنبل، احمد بن محمد(241ھ)، المسند، مؤسسہ الرسالہ، بیروت، 1421ھ، حدیث نمبر:26340

3۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید(273ھ)، السنن، باب السواک، داراحیاء الکتب العربیہ، بیروت، س ن، حدیث نمبر:289

4۔ مسلم بن الحجاج، القشیری(261ھ)، الجامع الحیح، باب السواک، حدیث نمبر:253

Al Baṣīrah, Department of Islamic Studies, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0)

مسنون افعال انسانیت کی عملی تربیت کے لیے ہے اور یہ مثالیں ثابت کرتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات سائنسدانوں کو بھی تحقیق کی بنیادیں فراہم کرتی ہیں۔ اور یہ کہ صفائی، ستھرائی اور مختلف متعدی وائرسز سے احتیاط کے جو طریقے سیرت طیبہ میں موجود ہیں اس سے بہتر کوئی طریقہ نہ کسی سائنسدان نے دیا ہے اور نہ ہی کسی مفکر نے اس سے پوری انسانیت آپ ہی کی سیرت سے مسلسل فیض یاب ہو رہی ہے اور تاقیامت فیض یاب ہوتی رہے گی۔

7۔ کسی کا مستعمل پانی:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

"جو شخص وضو کرتا ہے تو اس کے اعضاء وضو کے گناہ وضو کے پانی کے ساتھ دھل جاتے ہیں۔"[1]

اس وجہ سے مستعمل پانی سے دوبارہ وضو کرنا ممنوع ہے تاکہ اس میں شامل گناہ دوسرے شخص کے اعضاء کی طرف منتقل نہ ہوں۔

اس حدیث میں اگرچہ گناہ کا ذکر ہے لیکن اس سے مراد متعدی امراض کے جراثیم بھی ہو سکتے ہیں جس کا معنٰی یہ ہے کہ اگر متعدی مرض میں مبتلا شخص پانی کو استعمال کرے تو اس کا مستعمل پانی دوسرے افراد کو استعمال نہیں کرنا چاہیے تاکہ وہ اس بیماری کے اثرات سے محفوظ رہ سکے۔ یہ ایک روحانی باطنی اثر ہے۔ جس کا ادراک سوائے نبی ﷺ کے کسی کو نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ بات بہت واضح ہے کہ اگر پانی کے ساتھ اعضاء کو دھویا جائے تو وہ پانی صاف اور شفاف نہیں رہ سکتا بلکہ کم از کم میل سے آلودہ ضرور ہو جاتا ہے اور جیسے میل پانی کو آلودہ کر دیتی ہے تو اسی طرح مختلف متعدی امراض کے وائرسز بھی اس پانی میں شامل ہو کر اسے آلودہ کر سکتے ہیں۔

8۔ اجتماعی کھانے میں احتیاط:

نبی کریم ﷺ نے مل کر کھانے کی ترغیب دی ہے اور خود بھی کھانے میں دوسروں کو شریک فرماتے۔ ایسی صورت حال میں نبی ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلے ہاتھ دھو وپھر اللہ کا نام لے کر کھانا شروع کرو اور ہر شخص کو چاہیے کہ برتن میں اپنے سامنے سے لقمہ لے۔[2]

اس طریقے میں اگرچہ اور بھی بہت فوائد ہیں۔ لیکن ایک یہ ہے کہ اگر کھانے میں کوئی ایسا شخص شریک ہو جو کسی متعدی مرض میں مبتلا ہے تو اس کے اثرات دوسری جانب منتقل ہونے کے مواقع کم ہو جائیں گے۔ نبی کریم ﷺ نے ہر ایسی جگہ میں حفاظتی اور احتیاطی تدبیر اختیار کرنے کا حکم دیا ہے جہاں جراثیم پھیلنے کا خطرہ ہوتا ہے۔

1۔ مسلم بن الحجاج، القشیری (261ھ)، الجامع الصحیح، باب خروج الخطایا مع ماء الوضوء، حدیث نمبر: 244

2۔ البخاری (256ھ)، الجامع الصحیح، باب الأکل ممایلیہ، حدیث نمبر: 5377

OPEN ACCESS Al Baṣīrah, Department of Islamic Studies, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0)

9۔ برتنوں کے استعمال میں احتیاط:

برتنوں کو صاف ستھرا رکھنا فطرت سلیمہ کا تقاضا ہے۔ اگر کھانا کھانے کے بعد برتن دھوئے نہ جائیں تو کھانے کے بقیہ ذرات کی وجہ سے مختلف کیڑے، حشرات الارض اور جراثیم جمع ہو کر ان کو بیماریوں کی آماجگاہ بنادیتے ہیں۔اس لیے اپنے جسم کے ساتھ ساتھ استعمال کے برتنوں کی صفائی کی طرف توجہ دینا بہت اہم ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برتنوں کو کھانے کے بعد اچھی طرح صاف کرنے کا حکم دیا تاکہ ان میں کھانے کے ذرات نہ رہ جائیں۔اور پھر انگلیوں کے ساتھ لگے ہوئے ذرات کو بھی چاٹ کر انگلیوں کو بھی صاف کرنے کی ترغیب دی۔

10۔ برتنوں کو ڈھانپنے کا حکم:

برتن کھلے منہ رکھ دیے جائیں تو ہوا میں موجود مختلف جراثیم ان میں منتقل ہو جاتے ہیں اور پھر ان کو بغیر دھوئے استعمال کیا جائے تو یہ جراثیم انسانی جسم میں داخل ہو کر مختلف امراض کا باعث بنتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شام کے وقت دروازوں کو بند کرنے اور برتنوں کو ڈھانپنے یا اوندھا کرنے کا حکم فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکی وجہ یہ بیان فرمائی کہ کھلے برتنوں میں شیطان داخل ہو جاتا ہے اور انہیں جھوٹا کر دیتا ہے۔[1] یقیناً شیطان کے برتنوں میں داخل ہونے کا نتیجہ ان کو فاسد کرنا اور ان کے اندر ماکولات و مشروبات کو آلودہ کرنا ہے تو حدیث مبارک کا منشاء یہ ہے کہ برتنوں کو ڈھانپنے سے ان سارے مفاسد سے بچا جاسکتا ہے۔اور یہ بہترین احتیاطی تدابیر اور حفاظتی اقدام ہے۔

11۔ برتن میں پھونکنے سے ممانعت:

سانس انتقال مرض یا وائرس کا ایک اہم ذریعہ ہے عصر حاضر میں ماسک کے استعمال کا بھی یہی مقصد ہے کہ سانس کے ذریعے انتقال وائرسز وغیرہ کا راستہ روکا جاسکے۔اور سیرت طیبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اسے ایک مسلمان کی عمومی عادات میں شامل کر دیا گیا ہے۔چنانچہ طبیب حقیقی کے نائب مطلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”إذا شرب أحدكم فلا يتنفس في الإناء“[2]

”جب بھی تم میں سے کوئی شخص پینے لگے تو اسے چاہیے کہ وہ برتن میں پھونک نہ مارے۔“

یہ عادت لوگوں میں عام ہے کہ گرم چیز میں پھونک مارتے ہیں اسی کے پیشِ نظر حکمِ مذکور صادر فرمایا گیا اور اس میں پینے کی قید اتفاقی ہے کیونکہ پینے کے لیے برتن منہ کے ساتھ لگایا جاتا ہے ورنہ یہ حکم کھانے اور پینے والے تمام برتنوں کو شامل ہے کہ کسی بھی برتن میں کھانے پینے کے دوران پھونک نہ ماری جائے تاکہ جراثیم سے بچا جاسکے اور ساتھ کھانے والے دوسرے لوگوں کو بھی بچایا جاسکے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”سال میں ایک رات ایسی آتی ہے جس میں وبا پھیل جاتی ہے اور جو برتن اوندھا نہ رکھا ہوا ہو اس میں

1۔ ابن حبان، محمد بن حبان(354ھ)،الصحیح، مؤسسہ الرسالہ، بیروت،1414ھ، حدیث نمبر:1274

2۔ البخاری(256ھ)،الجامع الصحیح، باب النھي عن التنفس في الإناء، حدیث نمبر:5630

Al Baṣīrah, Department of Islamic Studies, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0)

داخل ہو کر اسے متاثر کر دیتی ہے اس لیے برتنوں کو دھونے کے بعد اوندھا رکھا جائے۔"[1]

سال کی اس رات کو تعین نہ کرنے میں حکمت یہ ہے کہ پورا سال برتنوں کو صاف کر کے الٹا رکھنے کی عادت بنائی جائے اور پورا سال ہر طرح کی بیماری سے محفوظ رہا جاسکے۔ سیرت نبویہ کا یہ پہلو بیماریوں اور ان کے انتقال سے بچاؤ سے حفاظتی تدبیر کا بہت اہم باب ہے۔

ان تصریحات سے واضح ہوا کہ عصر حاضر تک جتنی احتیاطی تدابیر سائنسدانوں نے تجویز کی ہیں اور ان کو اپنی تحقیق کا میابی قرار دیا ہے در حقیقت وہ صدیوں پہلے نبی کریم ﷺ نے تائید وحی اور علم نبوت سے اپنے عمومی ارشادات اور اپنے افعال کے ذریعے لوگوں کو بتادیں اور یہ سب احتیاطی تدابیر یا حفاظتی امور احادیث اور تعلیماتِ نبویہ ﷺ میں کسی نہ کسی صورت میں موجود ہیں۔

نتائجِ تحقیق:

سطور بالا سے جو نتائج حاصل ہوتے ہیں وہ یہ ہیں۔

1. نبی ﷺ نے تعلیمِ اُمت کے لیے خود احتیاطی تدابیر اختیار فرمائی ہیں یعنی ان کا اپنانا سنت ہے۔
2. مرض متعدی ہو سکتا ہے لیکن اس کا متعدی ہونا ذاتی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتا ہے۔
3. عصر حاضر کی SOPs سنت نبویہ ﷺ کے مطابق ہیں۔
4. احتیاطی تدابیر توکل کے خلاف نہیں ہیں۔ عالم اسباب میں اللہ تعالیٰ نے تاثیر کو اسباب کے ساتھ منسلک کر دیا ہے لیکن مؤثر حقیقی وہ خود ہے۔
5. اگر عام حالات میں سیرت ﷺ سے مستفاد احتیاطی تدابیر کو اپنایا جائے تو متعدی امراض کے پھیلاؤ میں بہت حد تک کمی ہو سکتی ہے اور بصورتِ وباء بھی اُن تدابیر پر عمل سے اس کے اثرات سے محفوظ ہوا جا سکتا ہے۔
6. موت کا اگرچہ وقت مقرر ہے جس سے مفر نہیں لیکن اُس کے ظاہری اسباب سے اجتناب ضروری ہے اور خود کو کسی بھی بلاء کے سبب سپرد کرنا شرعاً درست نہیں بلکہ بعض صورتوں میں سختی کی گئی ہے۔
7. وبائیں اگرچہ کچھ عرصے بعد ختم ہو جاتی ہیں۔ لیکن ان کی باقیات کہیں خوابیدہ صورت میں رہتی ہیں جو بوقت حکم الٰہی دوبارہ بیدار اور فعال ہو کر پھیل جاتی ہیں اس لیے احتیاطی تدابیر سے کبھی غافل نہیں ہونا چاہیے۔

1۔ الکشی، عبد الحمید بن حمید (249ھ) المنتخب من مسند ابن حمید، مکتبۃ السنۃ، القاہرہ، 1488ھ، حدیث نمبر: 1140

Al Baṣīrah, Department of Islamic Studies, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0)